



کے فضائل و مسائل
صرف تین دن جائز ہے
اور حقیقتاً کے جانور

قربانی



ڈاکٹر مفتی محمد شرف آفرین جالبی

ضوابط مسند فقہاء اسلامیہ پاکستان

5-6 مرکز الاذیہ، دیوار، مارشل کیت لاہور
042-37115771-2, 0321-9407699

انتساب

صلی اللہ علیہ حبیبہ سیدنا و مولنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واصحابہ و بزرگ وسلم اجمعین

فقیر و تقصیر یہ تحریر اپنے شیخ کمال قدوہ السالکین شیخ الحدیث حضرت علامہ

پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بانی مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف (منڈی بہاؤ الدین)

اور

اپنے استاد محترم، تاجور کشورہ ریس امام المدین

حضرت علامہ عطاء محمد بندیا لوی چشتی کلڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

آف ڈھوک دھمن (خوشاب)

کے اسماء گرامی سے منسوب کرتا ہے جنہوں نے اپنی مقدس

زندگیاں علوم اسلامیہ کے تابناک مہج تعلیم (درس نظامی) کی

تدریس کیلئے وقف کیں اور نامور مدرس پیدا کئے۔

محمد اشرف آصف جلالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

قربانی کے فضائل و مسائل

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے جو اعمال صالحہ سرانجام دیئے جاتے ہیں قربانی کا ان میں منفرد مقام ہے۔

قربانی کی تعریف

هِيَ فِيهِ حَيَوَانٌ مَخْصُوصٌ بِنِيَّةِ الْقَرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَخْصُوصٍ۔

(در مختار ج ۵، ص ۲۱۹)

مخصوص جانور کو مخصوص وقت میں قربت کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے۔

قرآن مجید، سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت سے قربانی کا وجوب ثابت ہے۔ فرمان رب ذوالجلال ہے۔

1- فَصَلْ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ (سورۃ الکواثر آیت نمبر ۲) تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

2- وَالْبَدَنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا حَيٌّ۔ (سورۃ الحج آیت ۳۶)

اور قربانی کے ڈیل دار جانور کوٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔

فرمان رسول ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَمِلَ أَحَدٌ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ أَنَّهُ لِيَكُنِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِقُرْبَانِهَا وَأَشْعَارَهَا وَأَخْلَافَهَا وَلَنْ الدَّمُ لِيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكْنٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطَبَّيْوا بِهَا نَفْسًا (سنن ترمذی کتاب الاضاحی عن رسول اللہ ﷺ باب ما جانی فضل الاضاحی ج ۱، ص ۲۷۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک (شرط) جانور کے خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے وہ ذبح شدہ جانور قیامت کے دن بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا بے شک قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے دربار میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے پس قربانیوں کے بسبب دلی طور پر خوش ہو جاؤ۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَأْتُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِيِّ قَالُوا لَيْسَ لَكُمْ إِبْرَاهِيمَ قَالُوا فَمَلَكْنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا فَالْصَّوْفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصَّوْفِ حَسَنَةٌ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضاحی ص: ۲۲۶)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے ان میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر اون والا جانور قربانی دیں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ہے۔

قربانی کے مسائل کے لحاظ سے صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے کفر آن وسنت سے ماخوذ بعض فرمودات ملاحظہ ہوں۔

قربانی کے جانور:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں اونٹ، گائے، بکری ہر قسم میں اس کی جتنی اقسام ہیں سب داخل ہیں نہ اور مادہ خاصی اور غیر خاصی سب کا ایک حکم ہے یعنی سب کی قربانی ہو سکتی ہے بھینس، گائے میں شمار ہے اس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے بھیر اور دنبہ بکری میں داخل ہیں ان کی بھی قربانی ہو سکتی ہے۔

قربانی کے جانور کی عمر

قربانی کے جانور کی عمر یہ ہونی چاہئے اونٹ یا چمچ سال کا، گائے دو سال کی، بکری ایک سال کی اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں زیادہ ہو تو جائز بلکہ افضل ہے۔ ہاں دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دو برس دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

قربانی کے جانور کے اوصاف

نمبر ۱: جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گیا اور ایک تک ٹوٹا ہے تو نا جائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے جس جانور میں جنون ہے اور اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں تو اس کی قربانی نا جائز ہے اور اس حد کا نہیں تو جائز ہے خصی یعنی جس کے خبیہ نکال لئے گئے ہوں یا مجبوب یعنی جس کے خبیہ اور عضو متاثر سب کاٹ لئے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے اتنا بڑھا کہ بچہ کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارش جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ قرب ہو اور اگر اتلا غر ہو کہ ہڈی میں مخر نہ ہو تو قربانی جائز نہیں۔

نمبر ۲: بھیگے جانور کی قربانی جائز ہے اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کاٹا جس کا کانین ظاہر ہو اس کی بھی نا جائز ہے۔ اتلا غر جس کی ہڈیوں میں مخر نہ ہو اور لنگڑا جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جاسکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو جس کے کان یا دم یا چکی کٹے ہوں یعنی وہ عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہو ان سب کی قربانی نا جائز ہے اور اگر کان یا دم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں تو اس کی نا جائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہے اس کی بھی قربانی نا جائز ہے۔

نمبر ۳: جس کے دانت نہ ہوں یا جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی نا جائز ہے بکری میں ایک تھن کا خشک ہونا نا جائز ہونے کیلئے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو تھن خشک ہوں تو نا جائز ہے جس کی ناک کٹی ہو یا علاج کے ذریعہ اس کا دودھ خشک کر دیا ہو اور خنثی جانور یعنی جس میں نرمادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جو

صرف غلیظ کھانا ہوا ان سب کی قربانی ناجائز ہے۔ بھڑیا ذنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو اس کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔

آداب قربانی

نمبر ۱: جیسے تمام عبادات میں خلوص ضروری ہے ایسے ہی قربانی کا عمل خالصہ اللہ کیلئے ہونا چاہئے جس میں کسی طرح کا ریا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ (سورہ الحج آیت ۳۷)

اللہ کو ہرگز نہ ان (قربانی کے جانوروں) کے گوشت پہنچے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیز گاری اس تک بارباب ہوتی ہے۔

نمبر ۲: مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب غربا اور خوبصورت اور بڑا ہو اور بکری کی قسم میں سے قربانی کرنی ہو تو بہتر سینگ والا مینڈھا چیت کبرا ہو جس کے نصیبے کوٹ کر خسی کر دیا ہو کہ حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے مینڈھے کی قربانی کی۔

نمبر ۳: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے اور ذبح کے بعد جب تک جانور شخشا نہ ہو جائے اس کے تمام اعضاء سے روح نکل نہ جائے اس وقت تک ہاتھ پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چھڑا تاریں اور بہتر یہ ہے کہ اپنی قربانی کے وقت حاضر ہو حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس ہو جاؤ کہ اس کے خون کے پہلے ہی قطرہ میں جو کچھ گناہ کئے ہیں سب کی مغفرت ہو جائے گی اس پر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا نبی اللہ یہ آپ کی اولاد کیلئے خاص ہے یا آپ کی آل کیلئے بھی ہے اور عامہ مسلمین کیلئے بھی فرمایا کہ میری آل کیلئے خاص بھی ہے اور تمام مسلمین کیلئے عام بھی ہے۔

نمبر ۴: قربانی کا جانور مسلمان سے ذبح کرنا چاہئے اگر کسی مجوسی یا دوسرے مشرک سے قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو قربانی نہیں ہوئی بلکہ یہ جانور حرام و مردار ہے اور یہ دو نصاریٰ سے قربانی کا جانور ذبح کرنا مکروہ ہے کہ قربانی سے مقصود قرب الی اللہ ہے اس میں کافر سے مدد نہ لی جائے۔

قربانی کا گوشت

نمبر: قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص غنی یا فقیر کو دے سکتا ہے کھلا سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ فقرا کیلئے اور ایک حصہ دوست احباب کیلئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کر دینا بھی جائز ہے اور کل گھر ہی رکھ لے یہ بھی جائز ہے تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے کھانے کیلئے رکھ لینا بھی جائز ہے۔

نمبر: قربانی کا گوشت کافر (ہندو، سکھ، یہودی اور عیسائی) کو نہ دے۔
یہ مقالہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۸ء کو امام اعظم سیدنا رمیں پڑھا گیا۔ یہ سیدنا مجلس گنج بخش کے زیر انتظام سائنسز ٹاور ہٹل لاہور میں منعقد کیا گیا۔

مسلمانو! کیونکہ

صحیح عقیدہ اور اس کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔
عقیدہ کے بغیر عمل کی کوئی حیثیت نہیں۔
صحت عقیدہ ہی سے صحت عمل کا بغیر اٹھتا ہے۔
نیک سیرت کے خدوخال صحت عقیدہ ہی سے ابھرتے ہیں۔
یقین محکم ہی عمل پیہم کی تڑپ پیدا کرتا ہے۔
بدعقیدگی ایسا مرض ہے جو انسان کو قتل از موت ہی ماردیتا ہے۔
بدعقیدگی گہری آلودگی ہے جس سے آئینہ ادراک دھندلا اور لوح دل سیاہ ہو جاتی ہے۔
بدعقیدگی ایسا اندھیرہ ہے جو آفتاب نصف النہار سے بھی کافور نہیں ہوتا۔
بدعقیدگی ایسی گندگی ہے جس سے ظاہر کی بجائے باطن گندہ ہو جاتا ہے۔
بدعقیدگی ایسا حادث ہے جو وضو کیا، کٹی بار غسل سے بھی دور نہیں ہوتا۔
باطل عقائد کی مویں اعمال صالح ایسے حطس جاتے ہیں جیسے آگ کے شعلوں میں کاغذ کے پرزے۔
محمد اشرف آصف جلالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيُّ وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

سال کے بعد عید الاضحی کے موقع پر مسلمانان عالم اپنے خالق و مالک کیساتھ اعجاز محبت کرتے ہوئے اس کے نام پر جانور قربان کرتے ہیں اور سنت ابراہیمی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی یاد تازہ کرتے ہیں امت مسلمہ اس عمل کیلئے زیادہ تر دس ذوالحجہ کا مبارک دن ہی پسند کرتی آرہی ہے ہاں اس دن اگر کسی وجہ سے نہ کر سکیں تو گیارہ ذوالحجہ یا بارہ ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے۔ ہمیشہ سے قربانی کا یہ عمل ان تین دنوں کیساتھ خاص رہا ہے اور یہی قرآن و سنت کی واضح کردہ راہ حق ہے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ کاروان امت پر افتراق و امتحان رکاز ہر چھڑکنے والوں نے یہاں بھی اپنا کام دکھایا اور ابھی چند سالوں سے چوتھے دن قربانی کی ایک نئی راہ ایجاد کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اپنے اس عمل سے مزاج امت میں اضطراب پیدا کرنے کی جسارت کی ہے۔ خدا عَزَّوَجَلَّ ایسی وباؤں سے محفوظ رکھے۔

آئیے قرآن و سنت کی روشنی میں جمہور امت کے عمل کا جائزہ لیں۔

فرمان خدا تعالیٰ

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰی مَلَكُوْتِهِمْ مِّنْ بَیِّنٰتِ الْاَنْعَامِ۔

اور وہ معلوم دنوں میں اللہ کا نام لیتے ہیں ان جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے۔“ (سورۃ حج: ۳۸)

حضرت امام ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں صراحت کیا:

لَمَّا ثَبَتَ اَنَّ النَّحْرَ فِيمَا يَقَعُ عَلَيْهِ اِسْمُ الْاَيَّامِ وَكَانَ اَقَلَّ مَا يَتَنَاوَلُهُ اِسْمُ

آلَايَاهُ ثَلَاثَةٌ وَجَبَ أَنْ يَثْبُتَ الثَّلَاثَةُ وَمَا زَادَ لَمْ تَقُمْ عَلَيْهِ الدَّلَالَةُ فَلَمْ يَثْبُتْ
 ”جب یہ ثابت ہوا کہ قربانی ان اوقات میں جائز ہے جن پر لفظ ایام کا اطلاق کیا گیا
 اور کم از کم تعداد جس کو لفظ ایام شامل ہے وہ تین دن ہے تو تین قطعی طور پر ثابت ہو گئے
 اور تین سے زائد کسی دن پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی چنانچہ تین سے زائد کسی دن قربانی
 کرنا ثابت نہ ہوا۔“ (احکام القرآن ۳/۲۳۵ سبیل اکیڈمی لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَيْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى
 ”حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قربانی عید
 الاضحیٰ کے دن کے بعد دو دن ہے“ (یعنی مجموعی طور پر صرف تین دن قربانی جائز ہے)۔

۱۔ (الموطا امام مالک: ۲۹۷ مطبوعہ عید محمد کراچی)

ب۔ اسنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/۲۹۷ طبع دارۃ المعارف الاسلامیہ۔

ج۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲/۱۳۷ ابد اللہ بن محمود بن احمد العینی

الطبائع النعیمیہ۔

د۔ ازرقانی علی الموطا امام مالک ۳/۹۷ السید محمد ازرقانی مطبعۃ الاستقامتہ

الموطا قاہرہ۔

س۔ المحلی بالاعاثر ۶/۱۳۰ ابن حزم الامری دارالکتب العلمیہ۔

ص۔ زجاجة المصاحح: ۱/۱۳۱ ابوالحسنات السید عبداللہ تاج پریس

نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ بھی روایت ہے:

مَا ذُبِحَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، وَالثَّانِي وَالثَّلَاثِ فَهِيَ الضَّحَايَا

”جنہیں عید کے دن اور اس کے بعد دوسرے اور تیسرے دن ذبح کیا جائے وہ قربانیاں ہیں“ (المکلی: ۴۰/۶)۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ وَعُبَادَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ أَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةً أَوْلَهُنَّ أَفْضَلُهُنَّ

”حضرت زربن حبیش اور عبادۃ بن عبد اللہ اسدی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے قربانی کے دن تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب میں سے افضل ہے۔“ (عمدة القاری: ۲۱/۱۴۷، موطا امام مالک: ۱۴۹۷، المکلی: ۴۰/۶، زجاہ المصاح: ۱/۳۱۳)

امام کرخی نے اسے مختصر کرخی میں اپنی مکمل سند سے روایت کیا ہے۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

”حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قربانی تین دن ہے (عمدة القاری: ۲۱/۱۴۷، المکلی: ۴۰/۶)

طحاوی نے اسے جید سند کیساتھ روایت کیا ہے کہ جیسا کہ زجاہ المصاح: ۱/۳۱۳۔ اور عمدة القاری: ۲۱/۱۴۷، میں مذکور ہے۔ اسے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت ابراہیم نخعی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ زجاہ المصاح: ۱/۳۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مَرْيَمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ:
الْأَضْحَى ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ -

”حضرت معاویہ بن صالح سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت ابو مریم نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔“ (المکلی: ۴۰/۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ حضرت انس سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ آپ نے کہا: قربانی یوم النحر اور اسکے بعد دو دن ہے۔ (المکلی: ۴۰/۶) (زجاجہ الصالح: ۳۱۳/۱)

ان سب آثار کی روشنی میں ثابت ہوا کہ قربانی صرف تین دن تک جائز ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم والی روایت اور دیگر کا جواب

غیر مقلدین جو تھے دن قربانی کے جواز پر ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فِئَةٍ - تمام ایام تشریق میں قربانی ہے اس کے راوی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ سے سلیمان بن موسیٰ نے روایت کی ہے علاؤ الدین علی بن عثمان المعروف بابن ترکمانی نے لکھا ہے:

قُلْتُ سَلِمَانَ هَذَا مُتَكَلِّمٌ فِيهِ وَحَدِيثُهُ هَذَا اضْطِرَابٌ اضْطِرَابًا كَثِيرًا بَيْنَهُ صَاحِبُ الْأَيْتِ ذَكَارِ

”میں نے کہا اس سلیمان کے بارے میں جرح موجود ہے اور اس کی اس روایت میں

بہت زیادہ مضطرب ہے، جس کو صاحب اسناد کار نے بیان کیا ہے، (الجوہر النقی ذیل التبیحی: ۲۹۶/۹) وازوہ المعارف العثمانیہ

اسی حدیث کی سند میں ایک راوی سولید بن عبدالعزیز نام کے ہیں اس کے بارے میں امام بیہقی نے کہا: **هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ النَّقْلِ** ”سولید بن عبدالعزیز بعض اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۶/۹)

اسی راوی کے بارے میں ابن ترکمانی نے لکھا ہے **هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ كُلِّهِمْ** **أَوَّاكُتْهِمْ** (سولید بن عبدالعزیز تمام یا اکثر اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہے۔) (الجوہر النقی ذیل التبیحی: ۲۹۶/۹)

امام بدرالدین عینی نے اسی حدیث شریف کی اسناد کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا:

قُلْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبْنُ حِبَّانٍ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنْ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَقَالَ الْبَزْأَزِيُّ مُسْتَدْرِكًا لَمْ يَلْقَ ابْنَ أَبِي حُسَيْنٍ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَيَكُونُ مُنْقَطِعًا

میں نے کہا کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابن حبان نے عبدالرحمن بن ابی حسین کی سند سے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے اور بزاز نے اپنی سند میں یہ کہا ہے ابن ابی حسین کی حضرت جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی پس یہ حدیث منقطع ہے۔ (عمدة القاری: ۱۳۷/۲۱)

امام بدرالدین عینی نے اسی حدیث کی دوسری سند پر بحث کرتے ہوئے کہا:

فَإِنْ قُلْتُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ أَيْضًا وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ جَبْرِ بْنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى لَمْ يُدْرِكْ
جَبْرِئِيلَ مُطْعَمٍ فَيَكُونُ مُنْقَطِعًا

اگر آپ کہیں کہ اسی حدیث کو امام احمد اور امام بیہقی نے سلیمان بن موسیٰ عن جبریل کے الفاظ سے روایت کیا ہے میں کہوں گا امام بیہقی نے کہا سلیمان بن موسیٰ کی حضرت جبریل بن مطعم سے ملاقات نہیں چنانچہ یہ حدیث منقطع ہے۔ (عمدة القاری: ۱۱/۱۳۷)

حضرت امام بدرالدین عینی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ والی حدیث جو چوتھے دن قربانی کے بارے پیش کی جاسکتی ہے کا بھی جائزہ لیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتُ أَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ يَحْيَى الصَّدْفِيِّ عَنِ
الْزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيُّهَا التَّشْرِيقُ كُلُّهَا ذَبَحَ قُلْتُ مُعَاوِيَةَ بْنُ
يَحْيَى ضَعَفَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَعِينٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ فِي
كِتَابِ الْعِلَلِ قَالَ أَبِي هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ۔

(اگر آپ کہیں کہ ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن یحییٰ صدیقی کی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام ایام تشریق میں قربانی جائز ہے۔

میں کہتا ہوں معاویہ بن یحییٰ کو امام نسائی اور ابن معین اور علی بن مدینی نے ضعیف قرار دیا ہے ابن ابی حاتم نے کتاب العیال میں اس حدیث کو سند کے ساتھ موضوع قرار دیا ہے۔ (عمدة القاری: ۱۱/۱۳۷)

امام ابو بکر رازی نے حضرت جبیر بن مطعمؓ والی حدیث کے بارے میں کہا ہے:

هَذَا حَدِيثٌ قَدْ ذُكِرَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ
لَمْ يَسْمَعْهُ، إِنِّي أَبِي حُسَيْنٌ مِنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ وَكَثُرَ رَوَايَتُهُ عَنْ سَهْوٍ (اس
حدیث کو امام احمد بن حنبل سے روایت کیا گیا ہے آپ سے اس حدیث کی صحت کے
بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ابن ابی حنین نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے کوئی
حدیث نہیں سنی اور ابن ابی حنین کی اکثر روایات سہو پر مبنی ہیں۔ (احکام القرآن ۳/۲۳۳)
امام ابو بکر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر والی اس حدیث کے کماصل الفاظ ایک اور
سند سے بیان کئے ہیں جن میں کل ایام التشریق ذبح کے الفاظ نہیں ہیں۔

وَقَدْ قِيلَ إِنَّ أَصْلَهُ مَارَوَاهُ مَخْرُومَةً بَيْنَ بَكَيْرَيْنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَشْجَعِ عَنْ أَبِيهِ
قَالَ سَمِعْتُ سَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي حُسَيْنٍ يُخْبِرُ عَنْ
عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَعَطَاءٍ يَسْمَعُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَرَقَةٍ مَوْقُوفٌ وَكُلُّ مَنَعَةٍ وَكُلُّ فُجَاعٍ مَكَّةَ
طَرِيقٌ وَمَنْعَرٌ فَهَذَا أَصْلُ الْحَدِيثِ وَلَمْ يَنْكُرْ فِيهِ وَكُلُّ آيَةٍ التَّشْرِيقِ قُبِيرٌ
وَيَشَبُهُ أَنْ يَكُونَ الْحَدِيثُ الَّذِي نَكُرُ فِيهِ هَذَا اللَّفْظُ إِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ
جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَوْ مِنْ دُونِهِ۔

کہا گیا ہے کہ اس حدیث کا اصل وہ ہے جس کو خرّمہ بن بکیر بن عبد اللہ بن اشجع نے
اپنے باپ سے روایت کیا ہے ان کے باپ نے کہا کہ میں نے اسامہ بن زید کو یہ کہتے
سنا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی حنین کو عطاء بن ابی رباح سے خبر دیتے سنا اور عطاء
رہے تھے کہ عطاء نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سارا عرفہ موقف ہے سارا منیٰ منحر ہے اور مکہ شریف کا ہر راستہ، راستہ ہے اور قربانی کرنے کی جگہ ہے پس یہ اصل حدیث ہے اور اس میں وکسل ایامہ التشریق ذب حوالے الفاظ نہیں ہیں لگتا ہے کہ جس روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ یا تو حضرت جبیر کے الفاظ ہیں یا ان کے بعد سند میں موجود کسی راوی کے الفاظ ہیں۔ (احکام القرآن ۳/۲۳۳)

بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس مضمون والی مروی حدیث میں ذبح کی جگہ کھانے کا ذکر کیا ہے کہ یہ ایام تشریق روزہ رکھنے کے دن نہیں کھانے کے ہیں۔

اس حدیث کے طرق کے بارے میں جماعت الجمعہ حدیث کے سابق امیر محمد اسماعیل سلفی نے کہا کہ اس کے ہر طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث: ۱۳/۱۶۹)

چوتھے دن قربانی کا جواز ثابت کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک اثر کا بھی سہارا لیا جاتا ہے کہ آپ سے مروی ہے **لَا ضَحْيَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ** (عید قربان کے دن کے بعد تین دنوں تک قربانی کرنا جائز ہے۔ ابن ترکمائی نے اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہوئے اس کی سند میں موجود ایک راوی ظلمہ بن عمرو حضرمی کے بارے میں کہا:

ضَعْفُهُ إِنْ مُعِينٍ وَأَبُو زُوْعَةَ وَالْدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَقَالَ أَحْمَدُ مَتْرُوكٌ وَكَذَكْرَةُ الدَّهَبِيِّ فِي مَكْتَابِ الضُّعْفَاءِ۔ ظلمہ بن عمرو کو ابن معین ابو زرعہ اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے امام احمد بن حنبل نے اسے متروک قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس کو کتاب الضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ (الجوہر النقی ذیل البیہقی ۹/۲۹۶)

نیز حضرت ابن عباس سے یوم نحر کے بعد دو دن والی روایت گزر چکی ہے جس کی سند جدید ہے۔

قربانی کے دن اور سنت رسول ﷺ

ابن ترکمانی نے کہا ہے۔

قُلْتُ لَمْ يَصِحْ فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ وَقَدْ ذَكَرَا لِبَيْهَقِي فِي هَذَا الْبَابِ عَنْ ثَلَاثَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ: أَنَّ أَيَّامَ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ فِي الْبَابِ أَنَّهُ رُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَيْضًا وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِي أَحْكَامِ الْقُرْآنِ لَمْ يَرَوْا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ خِلَافَهُمْ فَتَعَيَّنَ اتِّبَاعُهُمْ لِذَلِكَ لَا يَوْجَدُ ذَلِكَ إِلَّا تَوْفِيقًا

میں نے کہا کہ قربانی کے دنوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی بات سند صحیح ثابت نہیں ہے اور بیهقی نے اس بارے میں تین صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے ”قربانی کے دن تین ہیں“ اور اس باب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت پہلے گذر چکی ہے اور امام طحاوی نے احکام القرآن میں کہا ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی تین دنوں کے خلاف روایت نہیں کیا گیا پس ثابت ہوا کہ تمام صحابہ تین دن قربانی پر متفق تھے کیونکہ یہ دنوں کی تعداد کا بیان توفیقی ہے۔ (یعنی سید عالم ﷺ سے سن کر صحابہ نے یہ اپنا رکھا تھا کیونکہ جس مسئلہ میں قیاس کا دخل نہ ہو اور صحابی کا قول اس بارے میں ہو تو وہ یوں ہی ہوتا ہے کہ صحابی نے سید عالم ﷺ سے سن کے ہی کہا ہوگا)۔ (الجبیر النبی ۹/ ۲۹۷)

زرقانی شرح موطا امام مالک میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ أَضْبَحُ فِي أَيَّامِ شَيْتِ

وَأَقْضَلَهَا أَوْلَهَا وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ مِثْلَ هَذَا لَا يَكُونُ رَأْيًا فَدَلَّ اللَّهُ تَوَقُّفٌ :

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ گنتی کے دن (جس میں قربانی جائز ہے) عید قربان کا دن اور دو دن اس کے بعد میں ان میں سے جس میں تم چاہو قربانی کرو افضل ان سے پہلا ہے اور امام طحاوی کہتے ہیں ایسی باتیں رائے سے نہیں ہو سکتیں پس ثابت ہوا کہ قربانی کا ایام کا مسئلہ توقیفی ہے (نبی اکرم ﷺ سے صحابہ نے سیکھا تھا)۔ زرقانی علی الموطا امام مالک: ۳/۷۹

قربانی کے دن اور امت کا عمل

امام بدرالدین عینی نے قربانی کا ایام کی تعداد متین بیان کرنے کے بعد لکھا ہے۔
وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَابْنِ حَبِيبَةَ وَالتَّوْرِيِّ وَأَحْمَدُ وَدَوِيُّ ذَلِكَ عَنْ عَمْرِو عَلِيٍّ
وَابْنِ عَمْرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ مَالِكٍ
کہ یہ امام مالک، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور امام احمد کا قول ہے اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے۔ (عمدة القاری ۲/۱۳۷۔ ابتدائی حصے کا ذکر نووی شرح مسلم ۲/۱۵۳ میں بھی ہے)

ابن ترکمانی کہتے ہیں۔

وَفِي إِسْتِذْكَارِ رُؤْيِ ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَالِكٍ وَهُوَ الْأَصَحُّ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو (استذکار میں ہے کہ یہ حضرت علی،

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے۔ اس مسئلے میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے اختلاف مروی نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی سند صحیح مروی ہے۔ (الجواب: ۲۹۷/۹)

نوادر القہما کے حوالے سے ترکمانی نے کہا ہے۔

أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ أَنَّ التَّضَحِّيَةَ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ عَشَرَ غَيْرَ جَائِزٍ۔ فقہانے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تیرہ ذوالحجہ قربانی جائز نہیں ہے۔ (الجواب: ۲۹۷/۹)

پھر فرمان رسول ﷺ کی طرف آئیے۔

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْ لَحْمٍ نُسَكِّنَا بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تھا آپ نے خطبہ عید سے پہلے نماز پڑھائی اور کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اپنی قربانیوں کے گوشت تین دنوں سے زائد کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم: ۱۵۷/۲۔ طبع نول کشور)

جب تین دنوں سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تو تین دنوں کے بعد از سر نو قربانی کرنے کا جواز کس طرح ہو سکتا ہے۔ بعد میں نبی اکرم ﷺ نے تین دنوں سے زائد گوشت کھانے کی طرف اجازت دی کہ جو تین دنوں میں قربانیاں ہو چکیں ان کا گوشت بعد میں تمہارے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمٍ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ

قَالَ بَعْدُ كُلُّوْا وَتَذَكَّرُوْا وَادَّخِرُوْا (حضرت جابر نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے تین دنوں کے قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا پھر آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو: (مسلم ۲/۱۵۸)

یہاں تین دنوں سے زائد گوشت کھانے کی اجازت دی گئی قربانی کرنے کی نہیں اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ اجازت کیوں فرمائی۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ لَا تَأْكُلُوا لَحْمَ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَشَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لَهُمْ عِيَالًا وَحَشَمًا وَخَدَمًا فَقَالَ كُلُّوْا وَأَطْعِمُوْا وَأَحْبِسُوْا وَادَّخِرُوْا

(حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اہل مدینہ قربانی کا گوشت تین دنوں سے زائد نہ کھاؤ پس انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی ان کا اہل و عیال اور غلام ہیں پس آپ نے فرمایا کھاؤ۔ کھلاؤ اور ذخیرہ کرلو۔ (مسلم ۲/۱۵۶)

ان کی شکایت اور نبی اکرم ﷺ کی اجازت ہر دو سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ چوتھے دن قربانی جائز قرار نہیں دیتے تھے ورنہ اہل و عیال اور غلام و خدام کی مجبوری پیش کرنے کی صحابہ کو ضرورت ہی پیش نہ آتی کیونکہ اگر چوتھے دن قربانی ہو سکتی ہوتی تو پھر پہلے کو ذخیرہ کرنے کی اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ کچھ پہلے دن کر لیتے اور مل کے کھا لیتے کچھ چوتھے دن کر لیتے اور تازہ گوشت استعمال کر لیتے۔

بخاری ایام قربانی اور غیر مقلدین

غیر مقلدین بخاری سے استدلال کا بھی اپنے تئیں بڑا شور مچاتے ہیں اور پھر بخاری

کے ترجمہ الباب کو بھی بڑی اہمیت دیتے ہیں مگر ایام قربانی میں انہوں نے بخاری کے موقف اور ترجمہ الباب کی بالکل کوئی پروا نہیں کی: ملاحظہ ہو:

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَ النَّحْرِ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى الْغ (بخاری ۸۳۳/۲ - مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

”اس شخص کے بارے میں باب جس نے کہا کہ قربانی صرف یوم النحر دس ذوالحجہ کو جائز ہے“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا آج کونسا دن ہے ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں پس آپ خاموش ہوئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام لیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ یوم النحر نہیں ہے۔

صحیح بخاری شریف میں قربانی کے وقت سے متعلق صرف ایک ہی ترجمہ الباب ہے اور غیر مقلدین نے اس کو بالکل ترک کر دیا ہے ہمارا مسلک غیر مقلدین کی نسبت امام بخاری کے زیادہ قریب ہے امام بخاری نے یہاں یوم النحر کی طرف اضافت سے استدلال کیا ہے النحر میں لام جنس کا ہے ایسا دن جس میں جنس نحر پائی جائے۔ چنانچہ سید عالم رحمہ اللہ نے دس ذوالحجہ کو ہر قسم کی قربانی کا دن قرار دیا جنس قربانی کا کوئی فرد اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ مگر علامہ بدرالدین عینی اور زرقانی نے امام بخاری کے اس استدلال کے بارے میں لکھا ہے۔

وَأَجِيبَ عَنْ هَذَا بِأَنَّ الْمَرَادَ النَّحْرَ الْكَامِلَ وَاللَّامُ تَسْتَعْمِلُ كَثِيرًا لِلْكَامِلِ

اس استدلال کا یوں جواب دیا گیا ہے کہا کہ آخر میں لام جنس کا نہیں، کمال کا ہے۔
 کمال قربانی کا دن جس میں زیادہ ثواب ہو وہ ذوالحجہ ہے اور لام بہت سے مقامات
 پر کمال کیلئے استعمال ہوتا رہتا ہے (عمدة القاری ۲/۱۸۸) زرقانی علی الموطا ۳/۷۹
 چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا وہ ذوالحجہ کو یوم الآخر فرمانا باقی ایام کے امدد قربانی کی نفی نہیں کر
 رہا۔ غیر مقلدین اگر قرآن وحدیث کے مذکورہ دلائل کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو کم از
 کم فتاویٰ علماء حدیث کی بات ہی مان لیں۔ جس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت ابو
 بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی عمر بھر تین دن قربانی کے
 قائل رہے۔ (فتاویٰ علماء حدیث: ۱۳/۲۳)

درومندانہ اپیل

قرآن مجید کی آیت کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث کے اقتضا سے اور آثار صحابہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ قربانی صرف تین دن
 ہے امت کا جہور ہمیشہ سے اسی پر کاربند آرہے ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کو چاہئے کہ وہ
 امت کے کارواں کوئی پگڈنڈیوں کی طرف بھٹکانے کی کوشش نہ کریں۔ دینی امور میں
 شرعاً احتیاط کا حکم دیا گیا ہے۔ تین دنوں کے امدد قربانی کرنے والا تو یقیناً قربانی کے
 وقت میں کر رہا ہے جسے تم بھی تسلیم کرتے ہو اور بالاتفاق وہ وقت ہے مگر چوتھے دن
 کرنے والا صرف تمہاری رائے کے مطابق صحیح کر رہا ہے حالانکہ امت کے جہور اس کو
 ناجائز قرار دیتے ہیں لہذا احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چوتھے دن قربانی نہ کی جائے۔
 جہور امت جس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا افضل دن اور مجموعی طور پر تین دن قربانی جائز سمجھتے
 رہے ہیں کسی ایک صحیح حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ سید عالم ﷺ نے چوتھے

دن قربانی کی ہو بلکہ کسی ایک صحابی سے بھی رند صحیح چوتھے دن کرنے کا ذکر نہیں ملتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عقیقہ کے جانور اور قربانی

حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

”مَعَ الْفَلَاحِ عَقِیْقَةٌ فَاهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّ اَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَنَیَّ“

بخاری، کتاب العقیقۃ، باب الماتۃ الاذی عن الضبی فی العقیقۃ حدیث نمبر ۵۴۷۲
ترمذی، کتاب الاضاعی، باب الاذان فی اذن المولود، حدیث نمبر ۱۵۱۵، ابو داؤد،
کتاب الفصایا، باب فی العقیقۃ حدیث نمبر ۲۸۳۹

مصنف عبد الرزاق حدیث ۷۹۵۸

مسند امام احمد حدیث ۱۶۲۳۰-۱۶۲۳۶

اسنن الکبریٰ للبیہقی: جماع ابواب العقیقۃ، جلد ۱۴، صفحہ ۲۵۰، دار الفکر

شرح السنۃ للبیہقی: کتاب الصيد ولقد یأخّ باب العقیقۃ جلد ۶، صفحہ ۴۷۷ دار الفکر
الکبیر للترمذی: ابواب الاضاعی، باب الاذان فی اذن المولود جلد ۳، ص ۷۶، دار الفکر
مصنف ابن ابی شیبہ کتاب العقیقۃ، فی العقیقۃ من رآھا، جلد ۵، ص ۵۳۰ دار الفکر

کبیر للطبرانی جلد ۶، ص ۲۷۳، دار احیاء التراث العربی

اتحیید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، جلد ۲، ص ۳۲۲، دار الکتب العلمیۃ

ترجمہ: ”بچے کے ساتھ عقیدہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے بال اور گندگی دور کرو۔“

بچے یا بچی کی ولادت پر اصل حکم خون بہانے کا ہے۔ یعنی اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے۔

اس حدیث شریف میں یہ ذکر نہیں کہ بچے یا بچی کی طرف سے کتنے جانور ذبح کئے جائیں اور جانور کتنا بڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس حدیث کے الفاظ تو چڑیا اور مرغی کو بھی شامل ہیں جیسا کہ کچھ لوگوں نے موقف ہی بنالیا کہ چڑیا اور مرغی کا خون بہا کر بھی عقیدہ کیا جاسکتا ہے چنانچہ موطا امام مالک ص ۴۹۴ میں چڑیا کے ساتھ عقیدے کا ذکر ہے، تو اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے ایک اور حدیث میں فرمائی۔ باب عقیدہ میں اصل یہی (حضرت سلمان بن عامر والی) حدیث شریف ہے۔ اس کا بیان دوسری حدیث شریف میں ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ عَنِ الْفُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً۔

(جامع ترمذی، ابواب الاضاحی جلد ۱، صفحہ ۸۷، مسند ابی سعید انصاری کتب کراچی)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا بچے کی طرف سے دو مساوی بکریاں ہوں اور بچی کی طرف سے ایک بکری ہو۔“

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہو گئیں:

نمبر ۱: بکری سے چھوٹا جانور مثلاً چڑیا یا مرغی وغیرہ کو عقیدہ میں ذبح نہیں کیا جاسکتا۔

نمبر ۲: بچے کے دو حصے ہونگے اور بچی کا ایک حصہ ہوگا اور اس کا معیار بکری ہے۔
لیکن اس حدیث شریف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صرف بکری ہی سے یا جنس
بکری..... بھیڑ، مینڈھا سے حقیقہ جائز ہے اور کسی جانور سے جائز نہیں۔
اس کی کئی وجوہات ہیں:

نمبر ۱: اس حدیث شریف میں صرف شاة (بکری) کا ذکر ہے۔ تخیلات کا ذکر نہیں
جبکہ عمل کیلئے تخیلات کی ضرورت ہے۔ مثلاً بکری کی عمر کیا ہو، کن کن عیوب سے
پاک ہو؟ اور کن کن عیوب کی معافی ہے۔ ذبح کرتے وقت اس پر کیا الفاظ پڑھے
جائیں سوائے تکبیر ذبح کے۔ گوشت کا استعمال کیسے ہو، وغیرہ۔
نمبر ۲: شاتان کا ذکر احرازی طور پر نہیں ہے۔

جب اس حدیث شریف میں لفظ ”شاة“ (بکری) اپنی شرائط و تخیلات میں نا کافی
ہونے کی وجہ سے جامع طور پر بکری کو معین نہیں کر سکا کہ کون سی بکری ہو تو یہ گائے یا
بیل کی نفی کیسے کر سکتا ہے۔

چنانچہ شاة (بکری) کا حقیقہ عملی صورت میں آنے سے پہلے محتاج ہے کہ اس کو قربانی والی
بکری پر قیاس کیا جائے تمام اہم شرائط کے لحاظ سے۔ ورنہ یا تو حقیقہ پر عمل ناممکن ہو گیا
ہر صورت پر حدیث شریف سے دلیل دینا پڑے گی جو منکرین کے پاس نہیں ہے۔

اور یہ قیاس یہاں معہود ہے چونکہ حقیقہ کا جانور مکرّب و عبادت کے طور پر ذبح کیا جا رہا
ہے اور اس سے پہلے قربانی کے جانور کا تقرب و عبادت کیلئے ہونا معین تھا اور اس کی
شرائط بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کیلئے تقرب کا اہتمام ہونا چاہیے۔ نہ یوں کہ جیسا بھی جانور
ہو اسے مامور بھاء عبادت میں پیش کر دیا جائے۔

چنانچہ مسلمانوں میں یہ بات معہود ہونے کی وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے کیسا جانور پیش کیا جائے، یہاں رسول اللہ ﷺ نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی اس کی شرائط کو بیان کیا جائے۔ دو باتیں ضروری تھیں کہ کم از کم جانور کون سا ہو اور بچے بچی کے لحاظ سے تناسب کیا وہ بیان فرمایا۔ لہذا ایمان کردہ شاة (بکری) خود جب قربانی والی بکری کی طرح ہوگی تو ثابت ہوا جو جانور قربانی میں ذبح کئے جاسکتے ہیں انہیں بکری کی جگہ ذبح کیا جاسکتا ہے اور قربانی میں جتنی بکریاں ایک جانور کے مساوی قرار پاتی ہیں اس جانور کو حقیقتہ میں بھی اتنی بکریوں کے برابر سمجھا جائے گا۔

مگرین قیاس کو اس بات کی تکلیف تو ہوگی لیکن اس کے سوا جو راستہ بھی یہاں اختیار کریں، بندگلی میں ختم ہو جائے گا۔ اگر قربانی والی شرائط نہیں ہیں تو کیا تمام ہی منعی ہیں یا بعض۔ اگر تمام ہی منعی ہیں تو عمل ناممکن ہے اگر بعض ہیں تو ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر ہیں تو ان پر حدیث مشروط سے بیان لازم ہے۔ جبکہ ایسی کوئی حدیث شریف نہیں ہے کہ حقیقتہ کے جانور کی تمام شرائط بیان کرے۔

جنس بکری کے سوا گائے، اونٹ سے عقیقہ

رسول اللہ ﷺ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَعْقُّ عَنْهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْفَنَمِ

(صحیح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۲، ص ۴۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”بچے کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکری سے عقیقہ کیا جائے۔“

غیر مقلدین کے امام محمد بن علی شوکانی نے بھی اسے نسل الاولاد جلد ۳، جز ۵، صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ دار الفکر میں روایت کیا ہے۔

نمبر ۲: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کا عقیدہ اونٹ سے کرتے تھے۔

اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَعْقُ عَنْ وَلَدِهِ بِالْحَزْوِ

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۵، ص ۵۳۲، مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کی طرف سے اونٹ ذبح کر کے عقیدہ کرتے تھے۔“

نمبر ۳: ایک شخص نے حضرت عطاء تابعی رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

اَرَأَيْتَ اِنْ ذُبِحَتْ مَكَانَهَا حَزْوٌ اَقَالَ اِنْدَانًا بِالَّذِي سَمَى ثُمَّ اَذْبَحَ بَعْدَ مَا شِئْتَ
قُلْتُ لَهُ وَالسَّنَةُ قَالُ وَالسَّنَةُ

(السنن الکبریٰ للبیہقی ابواب العقیدہ، جلد ۱ ص ۲۵۷)

ترجمہ: ”مجھے بتائیے اگر میں بکری کی جگہ اونٹ عقیدے میں ذبح کروں تو کیا ہوگا تو انہوں نے کہا پہلے تو رسول اللہ ﷺ نے جس کا نام لیا اسے تلاش کرو اس کے بعد جو چاہو ذبح کرو میں نے کہا یہ سنت ہوگا؟ انہوں نے کہا ہاں۔“

عقیدہ اور قربانی کا آپس میں تعلق:

قربانی کے جانور میں جو شرائط ہیں وہی عقیدے والے جانور میں ہوں۔ گائے اور اونٹ مکمل عقیدے کیلئے ذبح کئے جائیں یا کچھ حصے عقیدے کے ہوں باقی قربانی کے یہ جائز ہے۔ فقہا کا تو یہ فیصلہ ہے ہی، آئمہ حدیث بھی اس کے قائل ہیں۔ یقیناً فیصلہ

مذکورہ تمام احادیث سے ماخوذ ہے۔

نمبر ۱: ائمہ سے میں سے ممتاز امام، امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کا فیصلہ ہے:

لَا يُجْزَى فِي الْعَقِيقَةِ مِنَ الشَّاةِ إِلَّا مَا يُجْزَى فِي الْأَضْحِيَّةِ

(انجام الکبیر للترمذی، باب من اعقیتہ جلد ۲، ص ۱۸۱، مطبوعہ دار النہیل بیروت)

ترجمہ: ”عقیقہ میں انہیں شراٹکا کی بکری کفایت کرے گی جو قربانی میں کفایت کرتی ہے“

حنبیہ: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ نہیں کہہ رہے کہ صرف بکری سے عقیقہ جائز ہے بلکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی بکری سے کرنا چاہتا ہے تو یہ نہیں کہ جیسی بھی بکری ہو وہ عقیقہ میں ذبح کر دے بلکہ صرف اس بکری کو ذبح کرے جس میں قربانی والی شرائط موجود ہوں۔

۲۔ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ فرماتے ہیں: امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

إِنَّمَا ضَحُّوا عَنِ الْغُلَامِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ مِنَ الْعَقِيقَةِ

(مصنف ابن شیبہ، باب من قال إذا ضحی عن ابنته من العقیقہ جلد ۵/۵۲۲)

ترجمہ: ”جب بچے کی طرف سے قربانی کر دیں تو اس کی طرف سے عقیقہ ہو جائے گا۔“

۳۔ امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ اپنی کتاب شرح السنہ میں فرماتے ہیں: امام ابن سیرین

ناہی سے پوچھا گیا:

سُئِلَ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ هِيَ مِثْلُ الْأَضْحِيَّةِ كُلُّ مِثْلِهَا وَاطْعِمُ

(شرح السنہ، باب العقیقہ، جلد ۶، ص ۴۷۳، دار الفکر)

ترجمہ: ”ابن سیرین سے عقیقہ کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا عقیقہ قربانی کی طرح ہے خود کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ۔“

نیز امام بغوی فرماتے ہیں:

رَوَى فِي الْعَقِيقَةِ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ۔ (شرح السنہ، باب العقیقہ جلد ۶، ص ۴۷۴)

ترجمہ: ”اوٹ گئے اور بکری سے حقیقہ کرنے کے بارے میں روایت کیا گیا ہے۔“

۵۔ امام ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ فِي الْعَقِيْقَةِ الْأَمَايُجُوزُ فِي الضَّحَايَا۔

(الاستقار باب المثل في الحقيقة، جلد ۴، ص ۳۲۱)

”علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ انہیں جانوروں سے حقیقہ کیا جاسکتا ہے جن سے قربانی کی جاسکتی ہے۔“

۶۔ نیز امام ابن عبد البر کہتے ہیں:

قَالَ أَبُو عُمَرَ: عَلَى هَذَا جَمْعُ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يَجْتَنِبُ فِي الْعَقِيْقَةِ مِنَ الْعُيُوبِ مَا يَجْتَنِبُ فِي الْأَضْحِيَّةِ وَيُكُلُّ مِنْهَا وَيَتَصَدَّقُ وَيُهْدِي إِلَى الْحَبْرِ كُنْ

(الاستقار جلد ۴، ص ۳۲۱، دار احیاء التراث العربی)

ترجمہ: ابو عمر نے کہا: اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ حقیقہ کے جانور میں ان عیوب سے اجتناب کیا جائے جن سے قربانی میں اجتناب کیا جاتا ہے۔ حقیقہ کا گوشت کھایا جائے، صدقہ کیا جائے اور پڑوسیوں کو ہدیہ دیا جائے۔

۷۔ امام ابن حجر عسقلانی شارح بخاری متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

ذَكَرَ الرَّافِعِيُّ بَحْثًا أَنَّهُ تَنَادَتْ بِالسَّبْعِ كَمَا فِي الْأَضْحِيَّةِ (وَاللَّهُ أَعْلَمُ)

(کنز الباری شرح صحیح البخاری، کتاب البھیة، جلد ۱۲، ص ۷۴۰)

ترجمہ: رافعی نے ذکر کیا ہے بحث کرتے ہو کہ حقیقہ جانور میں ساتویں حصہ ڈالنے سے بھی ہو جاتا ہے جس طرح کہ قربانی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔

۸۔ غیر مقلدین کے امام شوکانی نے کہا ہے:

ذَكَرَ الرَّافِعِيُّ أَنَّهُ يَجُوزُ اشْتِرَاكُ سَبْعَةٍ فِي الْإِذِلِّ وَالْبَقَرِ كَمَا فِي الْأَضْحِيَّةِ۔

(نیل الاوطار کتاب البھیة، جلد ۴، جز ۵، ص ۲۱۵، مطبوعہ دار الفکر)

ترجمہ: رافعی نے یہ ذکر کیا ہے کہ قربانی کی طرح اونٹ اور گائے میں عقیقے کے سات حصے ڈالے جاسکتے ہیں یہ جائز ہے۔

شائتان مکافاتان والی حدیث اور اثر عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک نظر اس حدیث شریف کی بحث پہلے گزر چکی ہے چونکہ میرے پاس مفطورہ لاہور کے ایک غیر مقلد عالم دین کا فتویٰ کچھ حضرات نے پہنچایا جس میں گائے اور اونٹ سے عقیقہ کے عدم جواز پر دو دلیلیں پیش کی گئی تھیں۔ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان تو یہی حدیث شریف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک بکری کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ ہرگز مخالفین کا مطلب اس حدیث شریف سے ثابت نہیں ہوتا۔ بکری سے دوسرے جانوروں کی نفی مقصود نہیں۔ مذکورہ وجوہات کے علاوہ شاید یہ اس لئے فرمادیا ہو، اونٹ پورا دینا اس میں سارے حصوں کا بروقت پورا ہو جانا مشکل ہے اس لئے آسانی سے بکری میسر آجائے گی وہ دے دو۔

مخالفین کے گھر کی کواہیاں بھی ملاحظہ ہوں جو ان کے نومولود استدلال کی نفی کرتے ہیں۔ چنانچہ نمبر ۱: غیر مقلدین کے امام شوکانی نے اس حدیث شریف کے بارے میں لکھا:

لَا يَنْقُصُ أَنَّ مُجَرَّدَ ذِكْرِهَا لَا يَنْفِي إِجْزَاءَ غَيْرِهَا۔

(نیل الاوطار، کتاب النحر، جلد ۳، جزء ۵، ص ۲۱۵)

ترجمہ: ”واضح ہو کہ حدیث شریف میں بکری کا ذکر آجانا گائے تکل وغیرہ کی نفی نہیں کرتا۔ نمبر ۲: غیر مقلدین کے مشہور مفتی حافظ عبد الغفار سلفی نے لکھا ہے اسی حدیث شریف کی بحث میں۔

”احادیث شریف میں شاة اور غنم کا مذکور ہونا اجزائے غیر (غیر کے کفایت کرنے کے) منافی نہیں۔ چہ جائیکہ غیر شاة وغیر غنم بھی منصوص و مذکور ہو تو پھر لاجزی غیر ہا کہہ کے عدم اجزائے غیر کا دھوکا کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟ کو افضل و ارجح بوجہ کثرت ذکر کے بھیر، بکری، دنبہ ہی ہے مگر گائے بیل وغیرہ کے جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں (فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۱۷۶، مکتبہ سعودیہ کراچی)

یہاں غیر مقلد مفتی نے یہ بات بھی تسلیم کی ہے کہ حدیث شریف میں گائے بیل وغیرہ کا بھی ذکر ہے لیکن بکری کا ذکر زیادہ ہے۔ چنانچہ وہ گائے اور اونٹ کو بھی قیاس سے نہیں بلکہ حدیث سے ہی ثابت مانتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے دلائل ذکر کئے۔

جہاں تک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا تعلق ہے کہ جب ان سے اونٹ کے ساتھ عقیقہ کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے کہا معاذ اللہ۔

لَکِنْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ شَاتَانٍ مُّکَاتِفَتَیْنِ

(سنن کبریٰ بیہقی، ۱۴/۱۵۷)

لیکن جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو مساوی بکریاں ہیں۔

تو یہاں چند امور کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

۱۔ امام بیہقی نے اسے ابو جعفر کمال بن احمد المستملی سے روایت کیا ہے، اصحاب تراجم اور ائمہ جرح و تعدیل نے ان کا ذکر نہیں کیا اور اس اثر کو قلت مآخذ کا بھی سامنا ہے۔

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول شاتان کی فضیلت کیلئے تھا نہ کہ جزور کے عدم جواز کیلئے۔

۳۔ اگر اس کو عدم جواز پر لیا جائے تو یہ قول، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کیلئے جو کہ بخاری شریف میں ہے اور شروع میں یہاں ذکر کیا گیا تھوٹا نہیں بن سکتا۔

۴۔ دلائل میں پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ جزور کا ذکر حدیث شریف میں ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ہے۔

آئینہ سامنے ہے

مجھے تجربہ ہے میری اس تحریر سے کچھ لوگ سنج پا ہو جائیں گے اور میرے بارے میں حدیث شریف کے لحاظ سے کم علمی کم فہمی کے الفاظ بولنے پر استغاثیں کریں گے بلکہ قیاس کے طعنے دیتے ہوئے بہت آگے تک چلے جائیں گے لیکن میری یہ ان سے گذارش ہے دلائل کو علیحدہ بیٹھ کر بغض کی انگلی ٹھسی سے نکل کر سوچیں پھر بھی سمجھ نہ آئے تو یہ مجھے کونسنے کی بجائے یہ آئینہ دیکھیں۔

۱۔ غیر مقلدین کے شیخ اکل نذیر حسین دہلوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے۔ عقیدہ سنت مؤکدہ ہے اس میں سبع البدنۃ والبقرة کشاف۔

(فتاویٰ نذیریہ ص ۱۱۱ اخیرہ والحدیث حصہ سوئم، صفحہ ۲۳۸ مکتبہ ثنائیہ)

ترجمہ: فتاویٰ میں یوں لکھا ہے عقیدہ کی بحث کرتے ہوئے ”گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ بکری کی طرح ہے۔“

۲۔ حافظ عبد الغفار سلفی اپنے فتاویٰ میں لکھتا ہے:

سوال: بچہ کے عقیدہ میں بھی بکری ہی ذبح کرنی چاہیے یا گائے بیل بھی جائز ہے۔

جواب: عقیدہ میں شرعاً بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے جائز درست ہے ہر شخص حسب توفیق و حسب حیثیت اس امر مسنون کو ادا کر سکتا ہے۔ دو بکروں کی بجائے ایک بکرا اور ایک گائے یا بیل کی ممانعت پر کوئی بھی دلیل نہیں۔

(فتاویٰ ستاریہ جلد اول، ص ۱۷۶، مکتبہ سعودیہ کراچی)